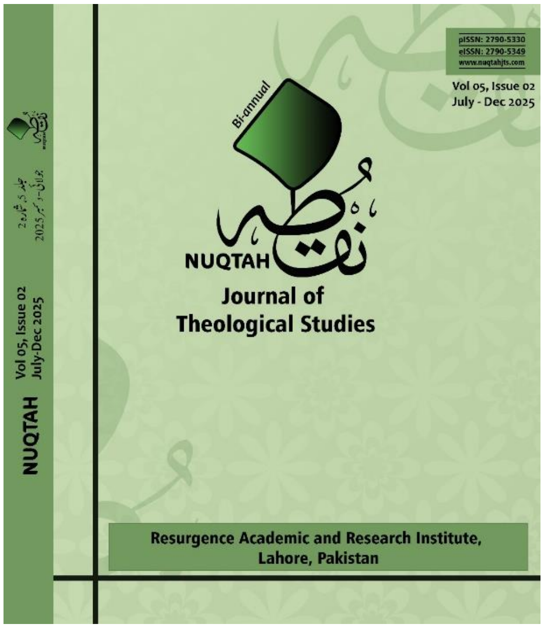

Nuqtah journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

ایک تحلیلی مطالعہ: قرآنی شواہد کی روشنی میں سورہ رحمٰن میں پوشیدہ سائنسی حقائق کا جائزہ

AN ANALYTICAL STUDY: EXPLORING THE HIDDEN SCIENTIFIC FACTS IN SURAH RAHMAN IN THE LIGHT OF QURANIC EVIDENCE

Sadia Talat Butt

Research scholar: Master of Philosophy

Email: sadiatalatbutt@gmail.com

Dr Shams ul Arifeen

Associate Professor Department of Islamic Studies The University of Lahore.

Email: Shams.arifeen@ais.uol.edu.pk

Published online: 01 Dec, 2025

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found athttps://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

Surah Rahman is a remarkable and the most distinguished chapter of the Holy Quran. This research adopts a qualitative and analytical methodology. The Surah has the quality to stand alone leading all the surahs of Quran highlighting the basic principles of Islam. This Surah contains profound and multilayered meanings. Numerous studies have been conducted to examine its broader aspects including its stylistics features, thematic coherence, wisdom underlying its repetitive verse and even medical studies affirming its therapeutic impact on human mind and soul providing calm and comfort to patients. Furthermore, its deep insightful verses also point towards scientific facts. Although individual verses of Surah Rahman have been analysed specifically through scientific perspectives, there still remains a significant gap in scholarship regarding a comprehensive scientific exploration of the collective verses in the entire Surah. The study has importance because these verses collectively shed light on diverse scientific domains, highlighting the relation between revelation and scientific understanding. It explores the hidden scientific facts embedded in Surah Rahman substantiated through Quranic evidence with the aim of acquiring true knowledge under divine wisdom.

Conclusion:

A detailed analysis of the verses of Surah Rahman collectively, that reflect scientific elements, it becomes clear that this Surah conveys profound truths and deep insights in a highly concise, comprehensive and eloquent manner. The Surah possesses full command over multiple domains of science simultaneously. It awakens human consciousness by contrasting the material phenomena of the world with the infinite reality of Hereafter.

Keywords: Surah Rahman, science, Quran, facts, evidence.

تعارف

سورۃ الرحمٰن قرآن کریم کی سب سے منفرد اور نمایاں سورۃ ہے۔ اس کا اسلوبِ بیاں قرآن کی دیگر سوتوں سے منفرد ہے۔ اس کی آیات مختصر مگر انتہائی جامع تیز رَو اور وسیع المعنی ہیں۔ محققین اس کے مضامین کی گہرائی سے متفق ہیں۔ یہ سورۃ اپنے اندر اعلیٰ سطح سے بڑھ کر معنی رکھتی ہے جس کی وجہ سے اس پر مختلف پہلوؤں سے تحقیقات کی گئیں ہیں۔ ان میں اس کا صوتی انداز، اسکے مضامین کی گہرائی، اس کا اسلوبِ بیاں اور اس سورۃ کی مختلف آیات پر کی گئی سائنسی تحقیقات قابلِ ذکر ہیں علاوہ ازیں اس سورۃ پر کی گئی میڈیکل ریسر چز یہ ثابت کرتی ہیں کہ سورۃ الرحمٰن کی تلاوت ایک زبردست تھراپی ہے جو انسانی ذہن اور روح پر مثبت اثرات رمرتب کرتی ہے جس سے جسمانی صحت میں بھی بہتری رُونما ہوتی ہے تاہم اس سورۃ کی وہ تمام آیات جو اپنے اندر سائنسی پہلو رکھتی ہیں اُن کا جامع جائزہ لینے کی تشنگی ابھی علمی حلقے میں باقی ہے۔ اس تحقیق میں جدید

سائنسی تحقیقات اور دیگر قرآنی آیات کی روشنی میں سورۃ الرحمٰن کی آیات کے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ الہامی علم کی بنیاد پر درست اور معتبر نتائج اخذ کیے جا سکیں۔ اس تحقیق میں سورۃ الرحمٰن کی اُن تمام آیات کو ہی صرف شامل کیا گیا ہے جو سائنسی پہلو رکھتی ہیں۔

آیت نمبر 3: ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾

مفسرین اور محققین سورۃ الرحمٰن کی آیات کو وسیع المعنی ہونے کے اعتبار سے متعدد زاویوں سے دیکھتے ہیں۔ ذیل میں صرف اس سورۃ کی اُن تمام آیات کا جائزہ لیا جا رہا ہے جو اپنے اندر سائنسی پہلو رکھتی ہیں۔

سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر 3 ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ سے آغاز کرتے ہوئے اسکی طرف غور کریں تو اس میں انسان کی تخلیق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے پھر اسی سورۃ کی آیت نمبر 14 میں ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾ کہہ کر اس کی تخلیقی حقیقت کو واضح فرمایا گیا ہے۔ ان دونوں آیات کو دیگر قرآنی آیات اور سائنسی حقائق کے ذریعے سمجھنا ضروری ہے تاکہ ان دونوں آیات کا ربط عیاں ہو اور حقیقت واضح ہو جائے۔ قرآن اور سائنس دونوں ہی انسان کے تخلیقی مراحل بیان کرتے ہیں تاہم فرق یہ ہے کہ قرآن اِن تخلیقی مراحل کو نقطہ آغاز سے بیان فرماتا ہے اور پھر اُن مراحل کی طرف توجہ دلاتا ہے جنہیں سائنس آج کے دور میں بیان کرتی ہے اسلئے پہلے قرآنی آیات پر بالترتیب غور کیا جا رہا ہے تاکہ تخلیقی مراحل کو قرآن کے ذریعے سمجھا جاسکے اور ساتھ ساتھ سائنسی حقائق کا بھی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ سورۃ الرحمٰن کی آیات نمبر 3 اور 14 کا ربط اور سائنسی حقائق اُجاگر ہو جائیں۔

قرآن بیان فرماتا ہے:

﴿اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾[1]

ترجمہ: کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اس سے پہلے اسے تخلیق کیا اور وہ کچھ نہ تھا۔

﴿اَلَّذِيْ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَه وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ﴾[2]

ترجمہ: وہ ذات جس نے ہر چیز کو احسن بنایا اور انسان کی تخلیق کی ابتداء مٹی سے کی۔

مندرجہ بالا آیات کو سامنے رکھا جائے تو قرآن کے مطابق انسان پہلے کچھ نہ تھا پھر مٹی سے اس کی تخلیق کی ابتداء کی گئی۔ مندرجہ بالا آیت میں "مٹی" کے لئے "طین" کا لفظ آیا ہے لیکن تخلیقِ انسانی میں استعمال ہونے والی مٹی کون سی ہے اس کا فہم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ قرآن میں انسان کے تخلیقی مراحل میں مٹی کے بارے میں کئی وضاحتیں بیان کی گئی ہیں اور دوسری طرف سائنس بھی مٹی کی کئی اقسام بیان کرتی ہے اس لئے مندرجہ ذیل میں قرآن اور سائنسی معلومات کا مکمل طور پر جائزہ لیا جا رہا ہے۔ مٹی کے بارے میں مختلف سائنسی مطالعے کے بعد یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ مٹی کی بنیادی طور پر چار اقسام ہیں۔

(silt,loam, sand, and clay)، ان چار اقسام میں مختلف صلاحیتیں پائی جاتی ہیں جو (texture) میں، پانی کو اپنے اندر ٹھہرانے میں اور (nutrient content) یعنی غذائی عناصر میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں تاہم مستند انگریزی کتاب[3] جو مٹی کے بارے میں متعلقہ صفحات پر بہت سی سائنسی معلومات فراہم کرتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مٹی میں بہت سے خوردبینی جاندار پائے جاتے ہیں جو مٹی میں مختلف تبدیلیاں پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

تخلیقِ انسان کے بارے میں قرآن مزید وضاحت فرماتا ہے کہ

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾[4]

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔

مندرجہ بالا آیت کے مطابق انسان کی تخلیق سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے ہوئی۔ اس حقیقت کا سائنسی زاویے سے مشاہدہ کیا جائے تو سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی کیسے بنتی ہے اس کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ مٹی میں (Organic matter) پایا جاتا ہے، یہ وہ مادہ ہے جو پودوں، جانوروں یا مائیکروبیل جاندار کے باقیات سے بنتا ہے، کیونکہ یہ Organic)

(matter یعنی نامیاتی مادہ، پانی کو جذب کرنے اوراپنے اندر پانی کو ٹھہرانے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لئے اس میں نمی پائی جاتی ہے اور جب یہ گل سڑ جاتا ہے تو اسے (humus)) کہتے ہیں۔[5]

یہی(humus) مٹی کی ساخت، اُسکی زرخیزی اور مٹی میں پانی ٹھہرانے کی صلاحیت کو بہتر بناتا ہے۔ یہ ہیومک مادہ نمی کے خاص تناسب کے باعث گلنے سڑنے کے لئے زیادہ حساس ہوتا ہے[6]۔ اس کا کچھ حصّہ گلنے سڑنے کی وجہ سے بدبو پیدا کرتا ہے اور کچھ حصّہ پروٹین کے ساتھ مل کر کیمیائی طور پر یکجان ہو جاتا ہے[7]۔ جبکہ یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ (topsoil) میں (humus) مناسب مقدار میں پایا جاتا ہے اسی لئے اگر مٹی میں (humus) موجود ہو تو اسے حسبِ منشاء ڈھالا نہیں جا سکتا ہے۔

(humus) جو کہ مٹی کی اُوپری سطح کا حصّہ ہے اور (clay soil) جسے عام اصطلاح میں چکنی مٹی کہتے ہیں اور عام طور پر مٹی کی اشیاء بنانے کے لئے استعمال ہوتی ہے، اس میں سے (humus) کو نکالا جاتا ہے تاکہ صاف چکنی مٹی حاصل ہو اور مٹی کو جیسا چاہے ویسا ڈھالا جا سکے۔ اس بحث سے یہ تو واضح ہو تا کہ انسان کی تخلیق چکنی مٹی سے کی گئی جس میں (humus) شامل نہیں ہو تا لیکن قرآن سڑی ہوئی مٹی کا ذکر کرتا ہے، اس صاف چکنی مٹی میں بدبو کا عنصر کیسے پیدا ہوتا ہے کہ وہ سڑی ہوئی کہلائے اس کے لئے مندرجہ ذیل آیت پر بھی نظر ڈالنا ضروری ہے قرآن بیان فرماتا ہے کہ

﴿ خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴾[8]

ترجمہ: اور ہم نے اُن کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا۔

درحقیقت صاف اور چکنی مٹی میں لیس کیسے پیدا ہوتی ہے، اس کے لئے مٹی کے لیس دار ہونے کا عمل بھی سائنسی نقطۂ نظر سے توجہ طلب ہے، تاکہ انسان کی تخلیق کے پس منظر کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ مٹی کے بارے میں انگریزی سائنسی [9] کتابوں میں متعلقہ دیگر صفحات پر جو معلومات پیش کی گئی ہیں اس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ سائنسی اصطلاح میں تازہ بُھس بھی (organic matter) کہلاتا ہے اور (humus) بھی (organic matter) کہلاتا ہے۔

لیکن تازہ بُھس اور (humus) کے درمیان فرق یہ ہے کہ (humus) مکمل طور پر گلا سڑا (organic matter) ہوتا ہے، جبکہ تازہ بُھس ابھی گلنے سڑنے کے مرحلے سے نہیں گزرا ہوتا۔

اگر چکنی مٹی (clay soil) میں تازہ بُھس ملایا جائے اور اس میں پانی بھی شامل ہو جائے اور ہوا کا داخلہ نہ ہو، تو وقت گزرنے کے ساتھ یہ مٹی بھی بدبودار بن جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے ماحول میں وہ جراثیم سرگرم ہو جاتے ہیں جو آکسیجن کے بغیر کام کرتے ہیں اور گلنے سڑنے کے عمل کو تیز کرتے ہیں۔ یہی عمل مٹی کو لیس دار، چپچپا اور بدبودار بنا دیتا ہے۔ بعد ازاں، اس گیلی اور لیس دار مٹی کو جس شکل میں ڈھالا جائے، وہ اسی صورت میں سوکھ کر سخت ہو جاتی ہے[10]، اور خشک ہونے کے بعد کھنکنے کی آواز بھی پیدا کرتی ہے۔ جسے قرآن ﴿صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾ کہتا ہے۔ مٹی کی وضاحت میں قرآن یہ بھی بیان فرماتا ہے

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾[11]

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔

یہاں " سُلَالَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ " کے الفاظ آئے ہیں جس کو مترجمین " مٹی کا جوہر، کشید، ست وغیرہ " جیسے الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا معلومات، مٹی کی اقسام، اسکی خصوصیات، اس میں ہونے والی (micro-organism activities) کا جائزہ لینے اور قرآنی دلائل کی روشنی میں یہی واضح ہوتا ہے کہ انسان کی تخلیق ایسی چکنی مٹی سے کی گئی جس میں تازہ بُھس شامل ہونے کی وجہ سے لیس دار بنی اور گلنے سڑنے کے عمل سے بدبودار ہوئی اور سوکھنے پر آواز بھی پیدا کرنے لگی اور کیونکہ قرآن ﴿سُلَالَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ﴾ کے الفاظ بیان فرماتا ہے تو مزید واضح ہو گیا کہ یہ ایسی مٹی کا ذکر ہے جس میں مٹی کی تمام خصوصیات پائی گئیں۔

انسان کے اگلے تخلیقی مراحل کو قرآن کچھ یوں بیان فرماتا ہے۔

﴿خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ﴾[12]

ترجمہ: وہ ایک اُچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔

﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ﴾[13]

ترجمہ: کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا۔ اسی سے انسان کی پیدائشی عمل کی ابتداء ہوتی ہے۔

﴿ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ﴾[14]

ترجمہ: پھر نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا۔ یہی نطفہ رحم مادر میں جا کر سکونت اختیار کرتا ہے۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾[15]

ترجمہ: انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔

﴿يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ﴾[16]

ترجمہ: وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے، تین تین اندھیروں میں یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔ مذکورہ بالا تمام آیات کو سائنسی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو (embryology) یا علم جنین کے مطابق، تین تین اندھیروں سے مراد پہلا اندھیرا، پیٹ کی اگلی دیوار (anterior abdominal wall) دوسرا اندھیرا، رحم کی دیوار (uterine wall)، اور تیسرا اندھیرا، ایمنیو کوریونک جھلی (amnio-chorionic membrane) ہے[17]۔ مزید تخلیقی مراحل کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا﴾[18]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچے کی صورت میں نکالتا ہے۔

جبکہ سورۃ المومنون کی آیات اس کی مزید وضاحت فرماتی ہیں

﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾[19]

ترجمہ: پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا (گوشت کا ٹکرا) بنایا، پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا، پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا، سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

مندرجہ بالا تمام آیات (fertilization process)، یعنی تخلیقی عمل کو بیان کرتی ہیں جو ("male gamete, "spermatozoon) ("Oocyte", female gamete) کے ملنے سے شروع ہوتا ہے اور ایک نئی تخلیق کا آغاز ہوتا ہے یہ رحم کی دیوار سے چپک جاتا ہے اور اسی کو (fetus) یا جنین کہتے ہیں۔ النُّطْفَةَ عَلَقَةً یعنی پھر یہی نطفہ (leech) جیسی صورت لئے لٹک جاتا ہے اور لوتھڑے کی شکل میں بتدریج تبدیل ہوتا ہے اسی کے اندر ہڈیاں بننا شروع ہوتی ہیں اور انہیں ہڈیوں پر گوشت چڑھتا ہے[20] الْعَلَقَةَ مُضْغَةً چبائے ہوئے گوشت کی مانند ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل تصاویر میں تخلیق کے ابتدائی مراحل دیکھے جا سکتے ہیں۔

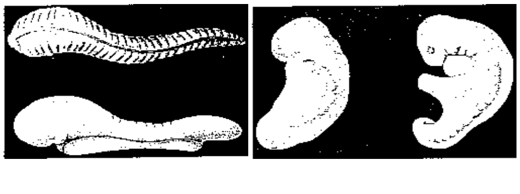

Stages of human embryo development

پہلی تصویر (initial stage of embryo) ہے یعنی ابتدائی تخلیقی مرحلہ جبکہ دوسری تصویر 24 دن بعد کے تخلیقی مراحل کو ظاہر کر رہی ہے۔[21]

پھر سورۃ المومنون کی آیت کے آخری حصّے میں بیان آتا ہے کہ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ انشاء" سے مُراد نئی اُٹھان ہے، اس لفظ پر غور کیا جائے تو (DNA) جس میں (Genetic material) پایا جاتا ہے جو والدین کی خصوصیات بچوں میں منتقل کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے جسکی وجہ سے ہر بشر دوسرے بشر سے مختلف خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔

(DNA) کا تعلق براہِ راست، مورثی اور تولیدی خصوصیات اور صلاحیتوں سے ہوتا ہے[22] غالباً اسی وجہ سے قرآن "انشاء" کا لفظ استعمال کرتا ہے اور پھر انتہائی خوبصورتی سے انسان کی تکمیل ہوتی ہے جسے قرآن یوں بیان فرماتا ہے

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾[23]

ترجمہ: اور بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔

مندرجہ بالا تمام آیات کا بغور جائزہ لینے اور سائنسی تحقیقات کو زیرِ بحث لانے کے بعد یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ سورۃ الرحمٰن کی دونوں آیات ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ اور ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾ انتہائی جامعیت اور اختصار سے تمام تخلیقی مراحل کو اپنے اندر سموتی ہیں جو اس سورۃ کا گہرا امزاج ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

آیت نمبر 4: ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

بیان ہی انسان کی وہ صلاحیت ہے جو اُسے تمام مخلوقات میں ممتاز کرتی ہے ۔ قوتِ گویائی کا براہِ راست تعلق انسانی دماغ سے ہے ۔ جس کے مختلف حصّے مختلف (functions) کے لئے مختص ہیں۔ کلام یا اظہارِ بیان کے عمل میں دماغ کا جو حصہ مرکزی کردار ادا کرتا ہے، اُسے (Broca's Area) کہا جاتا ہے،

"Broca area has an important role in turning your ideas and thoughts into actual spoken words." And "Wernicke's area is mainly involved in the understanding and processing speech and written language."[24]

یعنی (Broca's Area) میں الفاظ تشکیل پاتے ہیں جبکہ (Wernicke's area) میں فہم وادراک کا عمل ہوتا ہے (Broca's Area) دماغ کے پچھلے حصّے سے معلومات اور فہم وادراک حاصل کرتا ہے، اُنہیں الفاظ کی شکل دیتا ہے اور اُسے دوسروں تک بیان کے ذریعے پہنچاتا ہے ۔

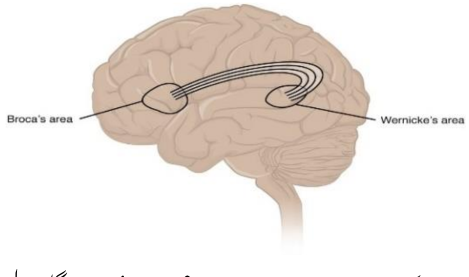

اس کے علاوہ بیان وہ صلاحیت ہے جس میں زُبان، گلے، حلق کے حصے اور دماغ کے کچھ خاص حصّے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سارے عوامل ایک ساتھ کار فرما ہوتے ہیں۔ یہ انسان کی وہ صلاحیت کہ جس کے ذریعے وہ اپنے احساسات، اپنی فکر اور منطق دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ اسی (Intelligent speech) کی صلاحیت کی بناء پر ساری کائنات انسان کے سامنے خاموش اور اُس کے تابع ہے اور اُسے خلیفہ الارض بناتی ہے تو پھر ہم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرسکتے ہی ہیں۔

آیت نمبر5اور7: ﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ﴾(5) ﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ﴾(7)

یہ آیت قدرت کے اُن قوانین کی طرف توجہ دلاتی ہے جن کی وجہ سے اس زمین پر بقا اور توازن کا بہترین نظام قائم ہے اور اسی نظام کی بدولت(water cycle)، دن اور رات، روشنی اور حرارت، موسموں کا بدلنا، دنوں، ہفتوں، مہینوں، سالوں اور زمانوں کا حساب اور اسکے ساتھ رزق کا حصول ممکن ہے مزید یہ کہ اس زمین پر ایسی مخلوق بھی ہے جنہیں(Nocturnal Animals) یعنی رات کی مخلوق کہا جاتا ہے، ان کے لئے رات اُسی طرح اہم ہے جس طرح ہمارے لئے دن، یہ

شمس و قمر کا سارا حساب مخلوقات کی عین ضرورت کے مطابق ہے۔ یہ سب کچھ انہی اجسامِ فلکی کی(Revolution and Rotation) کی وجہ سے ہی ممکن ہے جو انتہائی محتاط اندازے سے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں اسی قانون سے قرآن خود ہمیں آگاہ کرتا ہے، سورۃ الانعام میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾[25]

ترجمہ: وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا اور سورج اور چاند کو اندزے سے رکھا یہ ٹھہرائی گئی بات ہے قادر اور زبردست علم والے کی۔

﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ﴾ اور ﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ﴾ یہ آیات (Cosmic laws) کے بارے میں تو بیان فرماتی ہیں اور ساتھ ساتھ یہ اشارہ بھی دیتی ہیں کہ یہ سب کچھ ایک خاص وقت تک ہے۔ آسمان کو بلند کیا اور اس میں توازن قائم کیا، یہاں (Cosmic balance) کا بیان ہے سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ اجسامِ فلکی طویل عرصے تک توازن میں رہتے ہیں چاند، سیارے اور ستارے سب اپنے مدار میں کششِ ثقل اور اپنی رفتار کے توازن کی وجہ سے مستحکم رہتے ہیں اسے (Dynamical Equilibirium) کہا جاتا ہے۔ مختلف معلوماتی ذرائع[26] سے حاصل کردہ معلومات کے بعد اس طرح کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ

Dynamical equilibrium in celestial mechanics refers to a stable condition in which the gravitational force pulling the body inwards is exactly balanced by the centrifugal force tendency due to its orbital motion so that the body follows a regular, long-term, stable orbit.

یعنی یہ توازن اس کائنات کے قائم و دائم رہنے کے لئے تمام اجسامِ فلکی کے درمیان پایا جاتا ہے۔ یہ آیات اللہ کی شان کو بہترین طریقے سے واضح کرتی ہیں۔

آیت نمبر6: ﴿وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ﴾

یہ آیت(Cosmic laws) اور(Botanical laws) کی طرف بڑا واضح اشارہ کرتی ہے کہ کس طرح نباتات اور اجسامِ فلکی کا تمام نظام تابع فرماں ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ حکم عدولی کر سکے۔ نباتات اپنے اپنے خاص نظام کے مطابق پھلتے پھولتے اور ختم ہوتے ہیں اسی طرح اجسامِ فلکی اکے لئے بھی خاص اُصول ہیں جن کے وہ پابند ہیں ۔سب اللہ رب العزت کے بنائے اُصول کی پابندی اور تابع داری کر رہے ہیں عین ممکن ہے قرآن اسے يَسْجُدَانِ بیان فرماتا ہے۔

آیت نمبر10: ﴿وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ﴾

یہاں بیان آرہا ہے کہ یہ زمین مخلوق کے لئے وضع کی گئی غور کریں تو یہ آیت (Interdependence) کے (Concept) کا بیان فرماتی ہے کہ ماحولیاتی نظام میں(Organisms) ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں، اور زمین پر جانداروں کا ایک دوسرے پر انحصار کرنے کا بیان ہے، اس سے یہ سوچ بھی اُبھرتی ہے کہ یہ آیت جتنے بھی اس دنیا میں(Biotic and Abiotic factors) کارفرما ہیں اُن کی طرف بھی تدبر کی دعوت دیتی ہے۔

(Biotic and Abiotic factors) وہ تمام جاندار اور بے جان ہیں جو اس نظام کو قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جیسے جانور، پودے، پہاڑ، سورج، پانی، مٹی وغیرہ جیسا کہ قرآن بیان فرماتا ہے

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ﴾[27]

ترجمہ: اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔

اس کے علاوہ زمین کے اندر جو (Decomposers) ہیں یعنی (وہ جراثیم جو باقیات کو توڑتے ہیں) یہ ماحولیاتی نظام کے لیے نہایت اہم ہیں کیونکہ اس سے ضروری غذائی اجزاء دوبارہ مٹی میں شامل ہو جاتے ہیں جنہیں پودے استعمال کرتے ہیں، فضلہ جمع ہونے سے بچ جاتا ہے، اور مردہ جانداروں کے ماڈّے سادہ غیر جاندار عناصر میں تبدیل

ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا﴾[28]

ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا۔

مکمل جائزہ لینے پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ سارا زمینی نظام مخلوق کے بسنے اور سمیٹنے کے لئے ہی ہے یہ مختصر سی آیت بہت سے (Biological and Physical) حقائق کا خلاصہ بیان کرتی ہے۔

آیت نمبر 11: ﴿فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ﴾

اس آیت میں خاص طور پر کھجور کا ذکر ہے۔ کھجور کے (nutritional facts) سے آج پوری دنیا واقف ہے اور اس پر بہت سی جدید تحقیقات بھی مسلسل کی جا رہی ہیں کہ یہ انسانی صحت کے لئے کیسے فائدہ مند ہے، قرآن کی بہت سی آیات میں بھی اس پھل کا ذکر ملتا ہے۔ یہ مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں طور پر فائدہ مند ہے۔ جدید تحقیق کھجور کو انتہائی فائدہ مند پھل ثابت کرتی ہے اور حاملہ خواتین کے لئے بھی بہترین پھل قرار دیتی ہیں[29]۔ "الْاَكْمَامِ" جمع کا صیغہ ہے جس سے مراد (covering) ہے۔ دورِ جدید میں خوراک کی (packaging) کے لئے خاص شعبے مختص کئے جاتے ہیں جبکہ قدرت ہم تک یہ تمام پھل بہترین حفاظتی تہوں اور مکمل غذائیت کے ساتھ پہنچاتی ہے۔

آیت نمبر 12: ﴿وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ﴾

ترجمہ: اور بھوسے دار اناج اور خوشبودار پھول ہیں۔

حَبٌّمیں تمام دانے دار اناج شامل ہیں جس کو (Healthy diet) کا اہم جزمانا جاتا ہے کیونکہ یہ (Fibre,Vitamins and Minerals) فراہم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، یہ اجزاء جسمانی طاقت اور متوازن نشوونما کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ لفظ العَصفسے مراد "بھوسا" ہے جس کے بہت سے فوائد ہیں۔ یہ (Gardening, Biofuel, Cattle forage, Building material) میں استعمال ہوتا ہے اور اگر اس کو (Husk) "بھوسے سے ڈھکا ہوا اناج" کے مفہوم میں بھی لیا جاتا ہے۔

اس کو (Energy۔ production, Animal feed and Environmental remediation) کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس سے مختلف صنعتیں فوائد حاصل کرتی ہیں جیسے (Agriculture, Food preparation and Building) وغیرہ گویا اس ایک لفظ "الْعَصْفِ" کا بیان کوزے میں دریا کی مانند ہے کہ اس میں ہمارے لئے ان گنت فوائد ہیں۔ الرَّيْحَانُ کو مفسرین "خوشبودار پھول" بیان کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے صرف جسمانی ضرورت ہی نہیں بلکہ انسانی فطری ذوق اور نفسیاتی راحت کو بھی اہمیت دی ہے۔ خوشبو انسان کے دل و دماغ پر مثبت اثر ڈالتی ہے اسی وجہ سے دنیا بھر میں "اروماتھراپیز" دی جاتی ہیں یعنی خاص خوشبوؤں کے ذریعے دل و دماغ کو پُر سکون کیا جاتا ہے تاکہ عملی زندگی میں بہتر کارکردگی حاصل ہو سکے۔

آیت نمبر 15:

﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾

درجہ اولیٰ کے مفسرین اسی موقف کے قائل ہیں کہ جنات کی تخلیق خالص آگ کے اس شعلے سے فرمائی جو عین بیچ سے نکلتا ہے اور سب سے زیادہ بلند نظر آتا ہے جبکہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ ایسا شعلہ ہے جو مضطرب ہو کر لپکے اور آپس میں مل جائے جبکہ سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ آگ مختلف طرح کی ہوتی ہے۔ مختلف ایندھن جو دنیا میں اس وقت استعمال ہو رہے ہیں اُن سب کی آگ ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں درحقیقت جب مختلف دھاتیں شعلے کے زیرِ اثر آتی ہیں تو ہر دھات مخصوص (wavelength) کی روشنی خارج کرتی ہے جس کے نتیجے میں شعلہ مختلف رنگوں کا نظر آتا ہے آگ کی اسی (Complete combustion) ہونے پر یہ نیلے رنگ کی نظر آتی ہے۔ اور اگر ((Complete combustion) نہ ہو تو یہ مختلف رنگوں کی نظر آتی ہے۔ سائنس اسکی وجہ جو بتاتی ہے اس کو آسان الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ

“The colours seen in flames are produced by the movement of electrons within the metal ions found in compounds.”[30]

مفسرین اس جانب بھی اشارہ کرتے ہیں کہ جنات کو مختلف قسم کی آگ سے پیدا کیا گیا۔ قرآنِ کریم بھی اس معاملے میں خاص رہنمائی فراہم فرماتا ہے، لیکن چونکہ جنات انسانی حواسِ خمسہ کی دائرہ کار سے باہر ہیں، لہٰذا سائنس ان کی تخلیق پر کوئی خاص موقف اختیار نہیں کرتی۔ تاہم، مابعد الطبیعات کے ماہرین کا دعویٰ ہے کہ انسان کے اندر کچھ ایسی فوق الفطرت صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں، جن کے ذریعے بعض حقائق کو دریافت کرنے میں مدد ملتی ہے اور وہ حواسِ خمسہ سے حاصل نہیں ہو سکتے (امروہوی، 2013ء) لہٰذا جنات ایسی مخلوق ہیں جن پر وثوق کے ساتھ کچھ بھی کہنا ممکن نہیں اسی لئے اللہ رب العزت فرماتا ہے

﴿وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾[31]

ترجمہ: اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے۔

آیت نمبر17:

﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾

یہ آیت ایک طرف تو سورج اور چاند کے حساب سے چلنے کی خبر دیتی ہے تو ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کا ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ اور ﴿رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ ہونے کا بھی بیان فرماتی ہے۔ جس کی تصدیق قرآن کی یہ آیت بھی کرتی ہے۔

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِنَّا لَقَادِرُوْنَ﴾[32]

"پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی ہم یقیناً قادر ہیں۔"

لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اَلْمَشْرِقَیْنِ و اَلْمَغْرِبَیْنِ، اَلْمَشَارِقِ اور اَلْمَغَارِبِ میں کیا فرق ہے

سائنس کے مطابق سورج ہر نئے دن کے ساتھ آہستہ آہستہ پورا سال اپنے طلوع اور غروب ہونے کی جگہ تبدیل کرتا رہتا ہے اسی لئے قرآن اَلْمَشَارِقِ اور اَلْمَغَارِبِ کہہ کر جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے جبکہ اَلْمَشْرِقَیْنِ و اَلْمَغْرِبَیْنِ سے مراد ہے کہ سورج کے پورا سال روز جگہ تبدیل کرنے سے ایک (arc) یا کمان جیسا بنتا ہے اَلْمَشْرِقَیْنِ و اَلْمَغْرِبَیْنِ ان دو انتہائی مقامات کی طرف اشارہ ہے جن کے درمیان سورج کی روزانہ حرکت واقع ہوتی ہے۔ پورے سال سورج افق پر طلوع و غروب کے مقامات سے جو (arc) جیسا بناتا ہے، اسی کا درمیانی نقطہ وہ حیثیت رکھتا ہے جسے "اعتدالین (Two Equinoxes)" کہا جاتا ہے۔ سال میں دو مرتبہ مارچ اور ستمبر کے آخر میں ایسے دن آتے ہیں جب پوری دنیا میں دن اور رات تقریباً برابر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دنوں سورج بظاہر آسمانی خطِ استوا (celestial equator) کو کاٹ کر گزرتا ہے، یعنی سورج کی راستہ نما لکیر (ecliptic) استوائی خط سے متقاطع ہوتی ہے۔ جغرافیائی محل وقوع (location) کے اعتبار سے ان تاریخوں میں معمولی فرق واقع ہو سکتا ہے، لیکن اصولی طور پر

اعتدالین ہر سال انہی دو اوقات میں واقع ہوتے ہیں[33]۔ مندرجہ ذیل سائنسی اصطلاح اور تصویر سے اس بات کو سمجھنا اور آسان ہو جاتا ہے۔

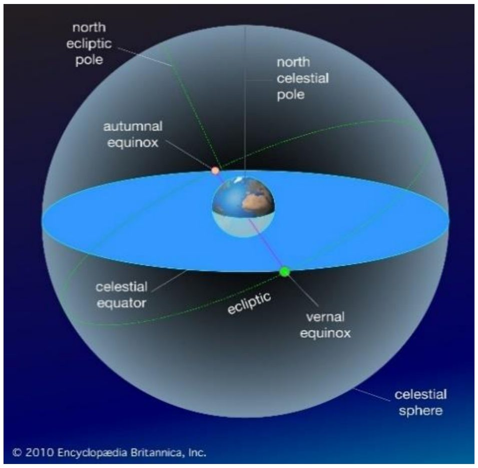

(Description of two equinoxes)

"The ecliptic plane is tilted at an angle of 23.5 degrees which relates to the celestial equator, aligns with the tilt of Earth's axis."[34]

مندرجہ بالا تصویر میں ان دونوں مقامات کو بآسانی دیکھا جا سکتا ہے، اس کو آسان الفاظ میں اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ زمین کی گردش اور اس کے محوری جھکاؤ کے باعث سورج کے طلوع و غروب کے مقامات ہر روز بدلتے رہتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں "الْمَشْرِقَيْنِ"، "الْمَغْرِبَيْنِ" کا ذکر ان دو انتہاؤں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو سورج کے سال بھر بدلتے ہوئے طلوع و غروب کے دو انتہائی نقاط ہیں، جو ایک قسم کی سالانہ حرکت (arc) کے آخری سرے ہیں جو سال میں مارچ اور ستمبر کے آخر میں آتے ہیں ،جب(ecliptic plane)،(celestial equator) کو کاٹ کر گزرتا ہے جبکہ "رَبُّ الْمَشَارِقِ وَرَبُّ الْمَغَارِبِ" کا مفہوم یہ ہے کہ سورج کے طلوع و غروب کے تمام مقامات، جو پورے سال میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں یہ حقیقت دراصل خالقِ کائنات کے کامل اقتدار، نظم و توازن اور قدرتی قوانین پر اس کی حاکمیت کو ظاہر کرتی ہے۔

آیت نمبر 19 اور 20:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ﴾ (19) ﴿بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ﴾ (20)

سورۃ الرحمٰن کی مندرجہ بالا دونوں آیات کو سورۃ الفرقان کی آیت مزید واضح کرتی ہے

﴿وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا﴾[35]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا، یہ میٹھا خوشگوار ہے اور یہ کھارا کڑوا ہے، اور ان دونوں میں ایک پردہ اور مستحکم آڑ بنا دی۔ اسکے علاوہ مزید سورۃ نمل کی آیت بھی یہی بیان فرماتی ہے۔

﴿وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا﴾[36]

ترجمہ: اور دو پانیوں کے درمیان پردہ بنا دیا۔

دو پانی رواں کئے اس سے مراد (Fresh water) ہے کہ ایک میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرا (Sea water) جو کھارا اور نمکین ہے اور دونوں کے درمیان پردہ یا آڑ ہے۔ سائنس کے مطابق یہ آڑ ان پانیوں کی (Densities) وجہ سے ہے، اور (Densities) مختلف ہونے کی وجہ سے یہ آپس میں مل نہیں سکتے جسکی وجہ سے ان کے درمیان (Natural barrier) موجود رہتا ہے جو ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتا۔ اسکے علاوہ (Crust of earth) یا زمین کی اوپری سطح بھی زمین کے اندر موجود پانی کے لئے "آڑ" ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ سب اس لئے ہے کہ انسان فائدہ اُٹھا سکے، ان میں سے ایک پانی دوسرے پانی کی حفاظت کرتا ہے

آیت نمبر22: ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾

یہ آیت "موتی اور مرجان" کے پانی سے نکلنے کا بیان فرماتی ہے۔ موتی دراصل سیپ سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ ان کی تخلیق کا عمل قدرت کا ایک نہایت حسین کرشمہ ہے۔ جب کسی سیپ کے اندر مٹی کا ایک باریک ذرّہ یا کوئی ننھا جاندار جسے عام طور پر(irritant) یا (parasite) کہا جاتا ہے داخل ہو جاتا ہے، تو سیپ کے اندر موجود حیوان اپنے تحفظ کے لیے ایک مخصوص رطوبت خارج کرتا ہے۔ یہ رطوبت اس بیرونی ذرّے کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس پر بار بار تہیں بنتی جاتی ہیں، جنہیں (nacre) کہا جاتا ہے۔ یہ (nacre) دراصل کیلشیم کاربونیٹ اور کونکیولن (Conchiolin) کی مضبوط تہوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہی مادّہ سیپ کے خول (shell) کی تشکیل میں بھی شامل ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جب یہ عمل کئی بار دہرایا جاتا ہے تو موتی بڑا اور زیادہ قیمتی بنتا جاتا ہے۔ موتی کھارے اور میٹھے دونوں اقسام کے پانیوں سے حاصل کیے جاتے ہیں[37]۔ مرجان جسے (Red Coral) بھی کہا جاتا ہے، ایک ایسا قیمتی پتھر ہے جو موتی کے علاوہ سمندر سے حاصل ہوتا ہے۔ مرجان دراصل ایک سمندری جاندار (Polyps) کی کالونی سے بنتا ہے۔ یہ نہایت باریک حیوانات ہوتے ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں اکٹھے ہو کر ایک ٹھوس ڈھانچہ تشکیل دیتے ہیں جسے(Coral) کہا جاتا ہے۔ یہ(polyps)سمندری پانی میں موجود کیلشیم کاربونیٹ سے اپنا سخت خول تیار کرتے ہیں اور ایک خاص درجہ حرارت میں بڑھتے ہیں۔ ان کے جسم کے اندر موجود (algae) (نباتاتی جاندار) کی وجہ سے ان کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ جب یہ (polyps) مر جاتے ہیں تو ان کے بنائے ہوئے سخت ڈھانچے باقی رہ جاتے ہیں، اور انہی ڈھانچوں کو نکال کر تراشا اور چمکایا جاتا ہے، جو مختلف رنگوں میں دستیاب ہوتے ہیں۔ انہی کو تراش کر مرجان کے جواہرات بنائے جاتے ہیں۔[38]

سورۃ الرحمٰن کی یہ آیات انسانی ذہن کو اللہ کی شان کی طرف بہترین طریقے سے متوجہ کرواتی ہیں کہ اس نے کس طرح ہمارے ذوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمارے معاش کا بھی انتظام کیا اور اپنی قدرت کے نمونے بھی دکھائے۔

آیت نمبر24: ﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾

اس آیت میں بڑی خوبصورتی سے قدرت کے قوانین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پانی میں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت ڈوبنے اور سطح پر تیرنے دونوں کی صلاحیت رکھی ہے۔ اگر کسی مادّے کو اس طرح پھیلایا جائے کہ اس کی کثافت (Density) پانی کی کثافت سے کم ہو جائے، تو وہ پانی پر تیرنے لگتا ہے۔ اس مظہر کو (Buoyancy) کہا جاتا ہے[39]۔ پانی میں موجود ایک قدرتی قوت جسے اُچھال (Upthrust) کہا جاتا ہے، ہر ڈوبی ہوئی شے پر نیچے سے اوپر کی طرف اثر انداز ہوتی ہے۔ یہی قوت کسی جسم کو تیرنے کے قابل بناتی ہے۔ اگر پانی میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو کوئی بھی شے سطح پر تیرتی نہیں رہ سکتی تھی۔ قرآنِ مجید میں جب اللہ تعالیٰ سمندر اور دریا کے نظام کا ذکر فرماتا ہے، تو اس میں محض مظاہرِ قدرت کی بات نہیں بلکہ ایک گہرا سائنسی اشارہ بھی پوشیدہ ہے کہ ہر چیز اللہ کے مقرر کردہ توازن (Balance) کے تحت قائم ہے۔ اسی توازن کی بدولت کشتیاں اور جہاز پانی پر تیرتے ہیں، کیونکہ پانی ان پر اُچھال پیدا کرتا ہے جو ان کے وزن کے مخالف سمت میں عمل کرتی ہے۔ یہی وہ مظہر ہے جسے سائنسی طور پر (Buoyancy) کہا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ غور کریں تو بحری جہازوں کے تیرنے میں ہواؤں کا بھی بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ یہ ہوائیں خالق کے مکمل اختیار، قدرت اور اس کی رحمت کا مظہر ہیں کہ سب کچھ انسان کے لئے مسخر کر دیا جس میں اسکے لئے فائدے ہیں۔

آیت نمبر33:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ﴾ (سورۃ الرحمٰن 33:55)

اس مقام پر یہ بتانا مناسب ہو گا کہ یہ آیت مشکلاتِ قرآن میں سے ہے۔ ﴿أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ یہ الفاظ غور طلب ہیں۔ ﴿أَقْطَارِ الْأَرْضِ﴾ کو سائنس بہت سے معنوں میں لیتی ہے جیسے

Earth's internal boundaries, Earth's Atmospheric boundaries, Earth's Magnetic field and

Gravity boundary, Earth's Hydrosphere and Biosphere boundaries, Earth's boundary with Space.

اور ﴿اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ﴾ پر بات کی جائے تو اس کے بھی کئی سائنسی پہلو ہیں اور اس کو کئی طریقوں سے سمجھا جا سکتا ہے جیسے (Atmospheric boundaries, Astronomical boundaries, Perceptual boundaries) وغیرہ

جدید سائنسی تحقیقات ہمیں اس حقیقت سے بھی رُوشناس کرواتی ہے کہ اجسامِ فلکی کی (Life cycle) ہے اور جب یہ اپنے آخری وقت کو پہنچتی ہے تو یہی بڑے بڑے ستارے اپنی ہی کششِ ثقل جو کہ عین وسط میں پائی جاتی ہے، اسی کی وجہ سے یہ منہدم ہو کر ختم ہو جاتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک "کالا سوراخ" چھوڑ جاتے ہیں، جسے سائنس (Black hole) کہتی ہے۔ ان میں کشش یا کھینچنے کی طاقت اس حد تک ہوتی ہے کہ اس کے پاس سے کوئی شے بھی گزر جائے تو یہ اس کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے، ان کے اندر وقت تھم جاتا ہے، کوئی مادہ اس کے پاس سے گزر نہیں سکتا یہاں تک کہ روشنی بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ یہ قوت اتنی شدید ہے کہ پہلے یہ کسی بھی مادہ شے کو کھینچتی ہے، اس میں انتہائی تناؤ پیدا کرتی ہے ور پھر اسے بُری طرح کچل دیتی ہے، یہ (Black hole) اپنے اندر کثیر تعداد میں مادہ اور توانائی رکھتے ہیں اور وقتِ معین آنے پر اس مادہ اور توانائی کو خارج کر کے پھٹ جاتے ہیں، اور معدوم ہو جاتے ہیں[40]، ممکن ہے یہی (Astronomical boundaries) ﴿اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ﴾ ہوں کہ جس سے انسانوں اور جنوں کے لئے باہر نکل جانا اُن کی استطاعت سے باہر ہو اور یہی اُن کی حد ہو جس سے وہ کسی بھی طرح تجاوز نہیں کر سکتے، اور اسی سے ﴿لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ﴾ کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ اس میں ابھی سائنس کے لئے بہت کچھ تسخیر کرنا باقی ہے ﴿اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ کو جاننے کے لئے ابھی سائنس کے لئے بہت سے میدان باقی ہیں اور ان سب کے لئے وقت سب سے بڑی قید ہے۔

اس کائنات میں ہر وقت توڑ پھوڑ اور تشکیلِ نو کا عمل جاری ہے۔ انسانی جسم اور زمین کی تشکیل میں تقریباً بانوے عناصر موجود ہیں یہ سب بے شمار اجسامِ فلکی کی تباہی اور تخلیق کے عمل کے بعد معرضِ وجود میں آئے ہیں اور یہ سلسلہ یوں ہی رواں دواں ہے[41]۔ الغرض یہ کائنات جامد نہیں۔

خلاصہ بحث:

سورۃ رحمٰن میں موجود مخفی سائنسی حقائق کا قرآنی دلائل اور جدید تحقیقات کی روشنی میں تفصیلاً جائزہ لینے کے بعد اس سورۃ کا مزاج واضح ہوتا ہے کہ یہ بڑے بڑے سائنسی حقائق اور گہرے مضامین کو انتہائی جامعیت اور اختصار کے ساتھ بڑی شان سے اپنے اندر سموتی ہے اور متعدد سائنسی پہلوؤں پر بیک وقت مکمل گرفت رکھتے ہوئے دنیا کے مادی مظاہر اور آخرت کی لامتناہی کا موازنہ کر کے شعور کو اُجاگر کرتی ہے۔

حوالہ جات:

[1] Surah Marium 19:67
[2] Surah Sajda 32:7
[3] https://doi.org/10.1007/978-3-642-14512-4_13(Accessed on 25 0ct 2025)
[4] Surah Hijr 15:26
[5] *E Book Soil-Science* 16.04.(2020).pdf, pg:72 (Accessed on 26 0ct 2025)
[6] Bot, Alexander, Benites, Jose (2005), *The importance of soil organic matter*, pg:13, FAO publications, Rome, Italy.
[7] Bot, pg:73-
[8] Surah Saffat 37;11
[9] 1.Weil, Ray R., Brady, Nyle C., (2016), *The nature and properties of soil,* fifteenth ed., Columbus, Pearson.
[10] Weil, Ray R. and Brady, Nyle C., (2017), *The Nature and Properties of Soils*, 15th ed. New Jersey: Pearson publication
[11] Surah Muminoon 23:12
[12] Surah Tariq 86:6
[13] Surah Mursalat 77:20
[14] Surah Muminoon 23:30
[15] Surah Alaq 96:2
[16] Surah Zumr 39:6
[17] Wahid, Prof. P.A (2015*), The Quran: Scientific Exegesis*, pg:69, ResearchGate publications
[18] Surah Momin 40:67
[19] Surah Muminoon 23: 14
[20] Ahmed, Israr, Dr, June 2015*, Bayan ul Quran*, Vol:5, pg:168-170, Anjuman Khuddam al Quran, KPK, Pakistan.
[21] Wahid, Prof. P.A (2015*), The Quran: Scientific Exegesis*, pg:71, ResearchGate publications
[22] Kareem, Prof. Dr. Fazl, *Quran kay jadeed scienci inkashafat*, pg:20, Feroz Sons private limited, Lahore, Pakistan.
[23] Surah Teen 95:4
[24] *part-of-the-brain-controls-speech*, Jacquelyn Cafasso, 2019(Accessed on 26 Nov 2025)
[25] Surah Al Ana'am 6:96
[26] 1. Encyclopaedia Britannica, "*Circular Orbits*," (Accessed November 23, 2025) https://www.britannica.com/science/mechanics/Circular-orbits.
[27] Surah Al-Anbiya 21:16
[28] Surah Al-Mursalaat 77:25
[29] Nizam, AM Yusoff, NFZ Nazri, NAR Khalaf,(2016) ,*The Descriptions of Date Palms and an Ethnomedicinal Importance of Dates Mentioned in the Quran,* Mediterranean J of social sciences,vol:7,No.2, Rome, Italy
[30] *Flame Tests*(Accessed on 26 November 2025)
[31] Surah Isra 17:85
[32] Surah Ma'arij 70:40
[33] https://education.nationalgeographic.org/resource/equinox (Accessed on 24 Nov 2025)
[34] http://hyperphysics.phy-astr.gsu.edu › h base › eclip (Accessed 24 Nov 2025
[35] Surah Furqan 25:53
[36] Surah Naml 27:61
[37] Al Hamidi,Abdul Aziz bin Abdullah,(2006) ,pg:856-857, *tafsir Ibn e Abbas Marwiyat fil Tafsir Min kutub al sunnah, Markaz al Bahs al ilmi, jamiyah Umm al Qura.*
[38] Al Hamidi,Abdul Aziz bin Abdullah,(2006) ,pg:856-857, *tafsir Ibn e Abbas Marwiyat fil Tafsir Min kutub al sunnah, Markaz al Bahs al ilmi, jamiyah Umm al Qura.*

[39] https://www.britannica.com/science/buoyancy(Accessed on 25 Nov 2025)
[40] *Black Hole Mentioned In Quran*(Accessed on 25 Nov 2025)
[41] Mahmood, Sultan Bashir, *Qayamat aur Hayat bad ul Maut*, pg:71-72, Dar al Hikmat International, Nazim al Deen road, Islamabad